تحریکِ اسلامی کے مثالی کارکُن

غلام قادر خاں (مرحوم)

از جناب تجمل حسین صابر۔ رکن جماعت اسلامی

(ایمان لانے والوں میں ایسے لوگ موجود ہیں، جنہوں نے اللہ سے کئے ہوئے عہد کو سچا کر دکھایا۔ ان میں سے کوئی اپنی زندگی گذار چکا اور کوئی وقت کا منتظر ہے)

آج کے اس گئے گذرے دور میں بھی ایسے لوگ موجود ہیں جنہوں نے عزیمت کی ایسی مثالیں چھوڑی ہیں جن کا ذکر سن کر ایمان پھر سے تر و تازہ ہو جاتا ہے اور دل سے بے اختیار نکلتا ہے ؎

نہیں ہے نا اُمید اقبال اپنی کشتِ ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی

غلام قادر خان مرحوم ۲ مئی ۱۹۹۱ء کو مغرب کی نماز کی ادائیگی کے بعد اپنے رب کے حضور پیش ہو گئے۔ (انا للہ و انا الیہ راجعون) ساری زندگی اقامتِ دین کی جدوجہد کو اپنا نصب العین اور مقصدِ حیات سمجھنے والے آج ہمارے درمیان نہیں ہیں۔ لیکن ان کی یادیں روشن چراغوں کی طرح ہمارے سامنے جگمگا رہی ہیں۔ غلام قادر خاں مرحوم مولانا مودودیؒ کے جاں نثار ساتھیوں میں شمار ہوتے تھے۔ جماعتِ اسلامی سے ابتدائی تعارف قیامِ پاکستان سے پہلے نینی تال میں پروفیسر عفور صاحب کے ذریعے

ہوا اور جماعت کے حلقۂ متفقین میں شامل ہو گئے۔ پاکستان بننے کے بعد آپ کراچی میں آباد ہو گئے اور یہاں آکر جماعت کی دعوت کے کام کو پھیلانے میں مصروف کار ہوئے۔ ۱۹۵۲ء میں جماعت اسلامی پاکستان کے رکن بنے اور اپنی زندگی کا محور جماعت کی دعوت کو عام لوگوں میں پھیلانے کا ذریعہ بنا لیا۔ روز اول سے مرتے دم تک صرف ایک ہی دھن تھی اور ایک ہی جنون تھا۔ جو دل و دماغ پر حاوی تھا کہ جماعت کی دعوت کو کس طرح آگے بڑھایا جائے۔ گذر بسر کے لیے کاروبار بھی ضرور کیا۔ لیکن وہ بھی صرف وسیلے کی حد تک ورنہ رزق کے بارے میں خدا پر توکل اتنا تھا کہ کبھی جماعت کے کام پر روزگار کو اہمیت نہ دی۔ آج کل عام طور پر جب کاروبار یا ملازمت سے وقت بچے تو وہ تحریک کے لیے وقف کیا جاتا ہے لیکن اس مرد قلندر کا انداز ہی نرالا تھا۔ یعنی وہ وقت جو دعوتِ دین کے کام سے بچے وہ کاروبار کو دیتے تھے اور اسی لیے مولانا مودودی مرحوم نے پہلے انہیں اندرونِ سندھ ایک جگہ ڈہرکی بھیجا تاکہ جماعت کی دعوت کو متعارف کرایا جا سکے اور ان کے اندر شعورِ حیات بیدار ہو۔ پھر وہاں کام منظم کر کے واپس کراچی آگئے۔ کچھ عرصے کے بعد جب دارالحکومت کی تبدیلی عمل میں آئی اور اسلام آباد کو دارالخلافہ بنانے کا فیصلہ ہوا تو مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو اسلام آباد جانے کا حکم دیا تاکہ یہاں کام کا آغاز کر کے اس کو منظم کیا جائے۔ نظم اور سمع و طاعت کے اس مثالی کارکن نے اپنے امیر جماعت کی پکار پر لبیک کہا۔ اپنا چلتا ہوا کاروبار، دورکشاپ، جماعت کو عطیہ میں دے کر، جس کی مالیت اُس دور میں اسّی ہزار روپے تھی، خود اسلام آباد شفٹ ہو گئے۔ ایوب خاں مرحوم کا دورِ حکومت تھا۔ جماعتِ اسلامی کے کارکنوں پر ابتلا کا دور تھا۔ اُس دور میں جب جماعتِ اسلامی کا نام لینا ہی مصیبتوں اور آزمائشوں کو دعوت دینا تھا، آپ نے اسلام آباد میں جماعتِ اسلامی کی دعوت پہنچائی۔ بکھرے لوگوں کو اکٹھا کیا اور انہیں ایک لڑی میں پرویا۔ اور ایک حلقہ متفقین بنایا۔ اسلام آباد شروع سے ہی ایک حساس شہر رہا ہے۔ اور مرحوم کو شدت سے

اس بات کا احساس تھا کیونکہ اسلام آباد بنیادی طور پر سرکاری ملازمین کا شہر ہے اس لیے تحریک کے کام کو آگے بڑھانا اور پھر اسے منظم کرنا جان جوکھوں اور مسلسل محنت کا کام تھا۔ لیکن انھوں نے ہمت نہ ہاری۔ اپنا روایتی ہتھیار (تھیلا) جو دعوتی لٹریچر سے بھرا ہوتا تھا اور ایک سائیکل جو اُن کی ہر وقت کی ساتھی تھی، ایک ایک محلہ اور ایک ایک گھر گھومتے اور فریضۂ شہادتِ حق ادا کرتے۔ شہر ہی نہیں بلکہ اسلام آباد کے دیہات بھی اُن کی دعوت کا ٹارگٹ تھے۔ کوئی جاننے والا ہو یا نہ جاننے والا ہو، دیہی مساجد میں جا کر تحریک کی دعوت کو دل نشیں انداز میں پیش کرتے۔ اسلام آباد کا شاید ہی کوئی علاقہ ہو جہاں انھوں نے جماعت کی دعوت نہ پہنچائی ہو۔ اور شاید ہی کوئی ایسی مسجد ہو جہاں انھوں نے درسِ قرآن کے ذریعے دعوت کو نہ پھیلایا ہو۔ آپ اسلام آباد جماعت کے طویل عرصے تک قیم رہے۔ آپ کی زندگی ایک مثالی زندگی تھی۔ آپ نے زندگی کے بہت سے راستوں میں سے عزیمت کے راستے کو چُنا۔ اور ساری زندگی اُس پر قائم رہے۔

غلام قادر صاحب مرحوم کا کاروبار اسٹیشنری اور جنرل آرڈر سپلائی کا تھا۔ سٹیشنری کے کام میں کمیشن نہ دینے کی وجہ سے کام پہلے ہی متاثر تھا۔ ساتھ ہی جماعت کے کام کو ہر چیز پر فوقیت دینے کی وجہ سے کاروبار کو مناسب وقت نہ مل رہا تھا لیکن انھوں نے اس کی بالکل پروا نہ کی۔ آپ کو اللہ تعالیٰ پر بے انتہا توکل تھا۔ اور اکثر کہتے تھے کہ آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ جس کے پاس رات کے کھانے کا سامان ہے وہ تو غنی ہے۔ ایک دفعہ ان کے مالی حالات کی وجہ سے کسی رفیق نے پیش کش کی کہ اگر آپ راضی ہوں تو میں آپ کو شیشے کی ایجنسی منظور کرا دیتا ہوں۔ اس طرح آپ کی آمدنی کا ایک مناسب اور مستقل ذریعہ ہو جائے گا۔ آپ نے چند دن سوچنے کی اجازت لی اور پھر انکار کر دیا۔ میں نے جب ان سے پوچھا کہ قادر صاحب آپ نے اس طرح انکار کیوں کیا۔ آخر اس میں کیا خرابی تھی تو فرمانے لگے کہ یہ رفیق میری مدد صرف اس وجہ سے کر رہے تھے کہ میرا کام جماعت کے کام کی وجہ سے متاثر ہو رہا ہے۔ لیکن میں تو جماعت

کا کام صرف اللہ کے لیے کرتا ہوں ۔ اگر میں اس کا اجر اس رفیق سے لے لوں گا تو روزِ محشر اللہ کو کیا منہ دکھاؤں گا ۔ میں یہ کام اللہ کے لیے ہی کرتا ہوں اور اللہ ہی مجھے اس کا اجر دے گا ۔ انشاء اللہ ۔ ایک دفعہ آپ کے کپڑوں پر لگے پیوند دیکھ کر میں نے ان سے کہا کہ آپ نئے کپڑے خرید لیں ۔ اب تو یہ پرانے ہو گئے ہیں تو محبت بھری ناراضگی سے کہنے لگے کہ کیا تم چاہتے ہو کہ میں سنت پر عمل نہ کروں ۔ اللہ کے رسولؐ نے فرمایا کہ کپڑے کو اس وقت تک پہنو جب تک کہ پہنا جا سکے ۔ کیا تمہیں نہیں معلوم کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑوں پر کتنے پیوند لگے ہوتے تھے ۔

جناب غلام قادر صاحب آسائش اور آرام کی زندگی گزار سکتے تھے لیکن آپ نے خود بھی عزیمت کی زندگی گزاری اور اپنے بچوں کو بھی اس کا عادی بنا لیا ۔ آپ گھر بنانے کے قائل نہ تھے کہ یہ دنیا تو سرائے ہے ۔ یہاں ذاتی گھر بنانے کا کیا تک ہے ۔ آخری دنوں میں رفقاء نے زبردستی ایک پلاٹ خرید کر دیا ۔ اس پر بھی خوش نہ تھے کہ یہ دنیا فانی ہے اس میں دل نہیں لگانا چاہیے ۔ اور ذاتی گھر تو دل لگانے کا سامان ہے ۔ اپنی ذات کے ساتھ ساتھ اپنے اہلِ خانہ کو بھی تحریک کے کاموں میں لگائے رکھتے ۔ آپ کہتے کہ جب تک اپنے بیوی بچوں کو جماعت کے کاموں میں عملی حصہ نہ دلاؤ گے ، یہ تحریک کی دعوت شعوری طور پر سمجھ نہ سکیں گے ۔ مرحوم کی اہلیہ جماعت کے حلقۂ خواتین کی سرگرم کارکن ہیں ۔ ان کی بڑی بیٹی جمعیت طالبات کی شوریٰ کی رکن ہیں ۔ بڑے بیٹے جماعت کے رکن ہیں اور باقی تینوں بیٹے بھی بالترتیب جمعیت کے امیدوارِ رکنیت اور رفیق ہیں ۔ اور جہادِ افغانستان میں اکثر شریک رہتے ہیں ۔ وہ جب بھی جہاد کے لیے نکلتے ہیں ان کی والدہ انہیں خود رخصت کرتی ہیں تاکہ وہ اپنے رب کے حضور سرخرو ہو سکیں ۔ ان کا گھرانہ واقعی ایک مثالی تحریکی گھرانہ ہے ۔ جہاں جب بھی گھر میں تبادلۂ خیالات ہوتا ہے تحریک ہی کی کوششوں پر ہوتا ہے ۔ آخری دنوں میں ایک بیماری کی بنا پر آہستہ آہستہ اپنی بینائی اور یادداشت کھو بیٹھے تھے اور بیوی بچوں سمیت کسی کو بھی نہ پہچانتے تھے ۔ لیکن یہ حیران کن بات تھی کہ جیسے ہی اذان کی آواز آتی

وہ اذان کے الفاظ دہراتے اور اس کے بعد کہتے کہ مجھے وضو کرا دو اور نماز پڑھتے یعنی بیماری میں بھی اگر کوئی چیز یاد تھی تو وہ نماز تھی۔

وفات سے چند منٹ پہلے جب مغرب کی اذان ہوئی تو اذان کے الفاظ دہراتے رہے۔ اس کے بعد نماز پڑھی، نماز سے فارغ ہونے کے بعد کہنے لگے کہ میرے پیٹ میں شدید درد ہو رہا ہے، مجھے لٹا دو۔ پھر اپنے بستر پر لیٹے اور ایک دوبارہ کھانسی آئی اور جان دے دی۔

آپ کا انتقال ۶۳ برس کی عمر میں ہوا۔ آپ اکثر اس خواہش کا اظہار کیا کرتے تھے کہ آنحضور علیہ التحیۃ والسلام نے ۶۳ برس کی عمر میں وفات پائی تو میری بھی سنّت کے مطابق ۶۳ برس سے زائد عمر نہ ہو اور اللہ نے ان کی سن لی۔

ساری زندگی تحریک کی دعوت کے لیے گھر گھر اور قریہ قریہ گھومتے رہے۔ اُن کی تمنا تھی کہ جب میں مروں تو جماعت کے کارکُن کی حیثیت سے مروں۔ اور وہ واقعی مرتے دم تک جماعت کے کارکُن رہے۔ ان کی زندگی کا ایک ہی مقصد رہا کہ اسلامی انقلاب جلد از جلد برپا ہو۔ اور اسی کے لیے تادمِ مرگ کوشاں رہے۔ اللہ کریم ان کی مغفرت فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے۔

(جو اللہ کو محبوب ہیں اور اللہ ان کو محبوب ہے۔ یہ مومنوں پر نرم اور کفار پر سخت ہیں۔ یہ اللہ کی راہ میں جد و جہد کے لیے جان لٹا دیتے ہیں۔ اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے۔)

(المائدہ ۵۴)